

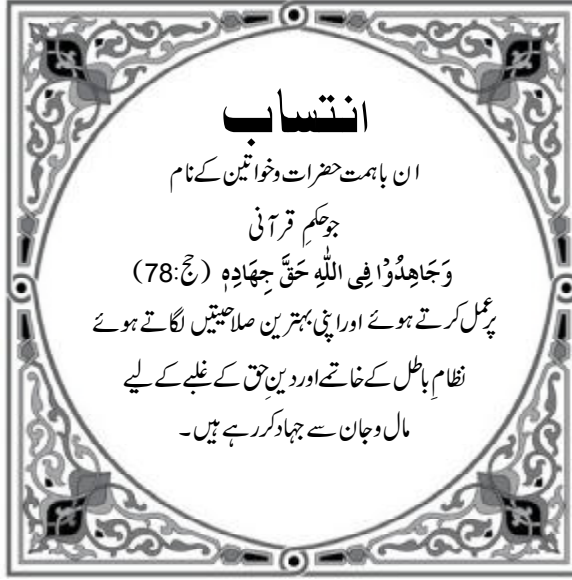
سود

• حرمت • خباثتیں • اشکالات

مؤلف
حافظ انجینئر نوید احمد

تنظیمِ اسلامی

مرکزی دفتر: A-67 علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور۔ 54000
فون: 36293939, 36316638, 36366638



انتساب

ان باہمت حضرات و خواتین کے نام

جو حکم قرآنی

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ (ج: 78)

پر عمل کرتے ہوئے اور اپنی بہترین صلاحیتیں لگاتے ہوئے

نظامِ باطل کے خاتمے اور دینِ حق کے غلبے کے لیے

مال و جان سے جہاد کر رہے ہیں۔

نام کتاب سود حرمت، خباثتیں، اشکالات

طبع اول (نومبر 2015ء) 5200

طبع دوم (نومبر 2015ء) 7300

طبع سوم (نومبر 2015ء) 4400

ناشر تنظیم اسلامی

مقام اشاعت 67-A علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو، لاہور

مطبع آئیڈیل پرنٹنگ پریس لاہور

email: markaz@tanzeem.org

website: www.tanzeem.org

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	عرض ناشر	3
2	عرض مؤلف	5
3	پاکستان میں انسدادِ سود - کاوشیں اور حکومتی کردار	7
4	ربو! کیا ہے؟	11
5	حرمتِ سود -- آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں	12
6	حرمتِ سود -- احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں	15
7	سود کی خباثتیں	18
8	اعتراضات اور جوابات	29
9	لائحہ عمل	41
10	ضمیمہ	44

عرضِ ناشر

احمدہ و اصلی علی رسولہ الکریم ، اما بعد :
زیر نظر کتابچہ ”سود: حرمت، خباثتیں، اشکالات“ حافظ انجینئر نوید احمد صاحب کی تالیف ہے۔ رفقاء و احباب جانتے ہیں کہ حرمت سود سے آگاہی کو عام کرنے اور پاکستان میں انسداد سود کے لیے بانی تنظیم اسلامی حضرت ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تلامذہ خصوصی کردار ادا کرتے رہے ہیں۔

اس کتابچے کی اشاعت جدید کے موقع پر اس سانحے کا تذکرہ بھی ہو جائے کہ گزشتہ رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ کی ۲۹ ویں تاریخ کو واقع ہونے والے جمعۃ الوداع، دو خطبوں کے مابین مؤلف کتاب مختصر علالت کے بعد قضاء الہی سے انتقال فرما گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون!

مؤلف مرحوم تنظیم اسلامی پاکستان کے مرکزی ناظم شعبہ تعلیم و تربیت کے فرائض انجام دیتے ہوئے، ایک بھرپور تحریر کی علمی زندگی گزار کر چون (۵۴) سال کی عمر میں ہمیں داغ مفارقت دے گئے۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ اس کتابچے اور دیگر علمی کام کو ان کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین۔
واقفانِ حال سے یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ تنظیم اسلامی نے اپنی دعوت کی بنیاد جن مجمع علیہ منکرات کے رد و انسداد پر رکھی ہے ان میں سرفہرست ”سود“ جیسے اکبر الکبار کو رکھا گیا ہے۔ چنانچہ تنظیم اسلامی ۱۵ نومبر ۲۰۱۵ء تا ۳ جنوری ۲۰۱۶ء انسداد سود کے لیے ایک ملک گیر مہم چلا رہی ہے۔ اسی ضرورت کے تحت اس کتابچے کی اشاعت جدید پیش نظر ہے۔

اس سے قبل یہ کتابچہ ستائیس ہزار سے زیادہ کی تعداد میں شائع ہو چکا ہے۔ نوٹ فرمائیں کہ مؤلف علیہ الرحمۃ نے مملکت خداداد پاکستان میں انسدادِ سود کے معاملے پر پیش رفت کا جائزہ ۲۰۰۲ء تک درج فرمایا تھا۔ اشاعت ہذا کے موقع پر تفصیل کی تجدید (Update) کی غرض سے ایک مضمون بعنوان ”تنظیم اسلامی کی انسدادِ سود کی جدوجہد کی روداد“ از جناب حافظ عارف وحید صاحب رحمۃ اللہ علیہ ڈائریکٹر شعبہ تحقیق اسلامی قرآن اکیڈمی لاہور بطور ضمیمہ شامل اشاعت کیا جا رہا ہے۔

اہل علم حضرات کی جانب سے اغلاط کی نشان دہی اور بہتری کے لیے تجاویز کا خیر مقدم کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ!

والسلام

مدیر

قرآن اکیڈمی یسین آباد کراچی

تاریخ: ۱۸ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ

۲ نومبر ۲۰۱۵ء

عرض مؤلف

24 جون 2002ء کا دن اسلامی جمہوریہ پاکستان کی تاریخ کا سیاہ ترین دن تھا۔ اس روز پاکستان کی سپریم کورٹ نے سود کے معاملے میں وفاقی شرعی عدالت کے 14 نومبر 1991ء کے فیصلے کو نہ صرف کالعدم قرار دیا بلکہ انسدادِ سود کے مسئلے پر تیس برس کی محنتوں کو بالکل زیر و کر دیا۔ حالاں کہ دین اسلام کی تعلیمات کے مطابق عقائد کے اعتبار سے بدترین گناہ شرک ہے جس کو اللہ تعالیٰ (بغیر توبہ کے) کبھی معاف نہیں فرمائے گا (النساء: آیات 48 اور 116) اور عمل کے اعتبار سے قبیح ترین گناہ سودی لین دین ہے، جس کے خلاف اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی طرف سے اعلانِ جنگ ہے (البقرہ: آیت 279)

سپریم کورٹ کا فیصلہ حکومتِ وقت کی خواہشات کے عین مطابق اور اس کی طرف سے دباؤ کا نتیجہ ہے۔ لیکن اس سے بھی زیادہ قابلِ افسوس بات یہ ہے کہ مسلمانانِ پاکستان اور بالخصوص دینی و مذہبی حلقوں کی طرف سے اس فیصلے کے خلاف کوئی مؤثر احتجاج سامنے نہیں آیا :

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

سپریم کورٹ کے فیصلے کے خلاف کوئی احتجاج نہ ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ تحریکِ مجموعی ہماری دینی غیرت و حمیت بالکل مرچکی ہے۔ لہذا انتہائی ضروری ہے کہ :

(۱) - مسلمانانِ پاکستان کی غیرتِ دینی کو بیدار کیا جائے

(۲) - سود کے خلاف ان کے دلوں میں نفرت پیدا کی جائے

(۳) - سود کی خباثتوں اور تباہ کاریوں سے ان کو آگاہ کیا جائے

(۴) - سپریم کورٹ میں سماعت کے دوران اٹھائے گئے ان اعتراضات کا جواب دیا جائے

جنہوں نے بہت سے ذہنوں میں انتشار پیدا کر دیا ہے
یہ کتابچہ مندرجہ بالا مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے مرتب کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی تیاری میں
انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے شعبہ تصنیف و تالیف نے حسب ذیل کتابوں سے
استفادہ کیا ہے:

- (۱) بیان القرآن از حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
- (۲) معارف القرآن از حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ
- (۳) تفہیم القرآن از مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ
- (۴) احسن البیان از مولانا صلاح الدین یوسف
- کتب: (۱) سود کی متبادل اساس از شیخ محمود احمد مرحوم
- (۲) مسئلہ سود اور غیر سودی مالیات از محمد اکرم خان
- (۳) پاکستان کی معیشت سے سود کے خاتمے کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل کی
رپورٹ کا خلاصہ از ڈاکٹر تنزیل الرحمن
- (۴) اسلامی بنکاری (انگریزی) از ڈاکٹر محمد عمران اشرف عثمانی
- (۵) پاکستان میں عالمی مالیاتی اداروں کا کردار اور ان کا اثر و رسوخ (خطاب)
از ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی
- دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان معمولی کوششوں کو قبول فرمائے اور ہمیں وہ دن نصیب فرمائے
جب اسلامی جمہوریہ پاکستان واقعی اسلامی مملکت بن جائے۔ آمین

نوید احمد

ایڈٹنگ ڈائریکٹر

انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی

پاکستان میں انسدادِ سود

کاوشیں اور حکومتی کردار

1969ء:

اسلامی مشاورتی کونسل نے ڈھاکہ میں اپنے اجلاس منعقدہ دسمبر 1969ء میں اسٹیٹ بینک کے استفسار پر ملک میں رائج نظامِ بنکاری کے تحت جاری کیے جانے والے قرضوں، سیونگ سرٹیفکیٹس، پرائز بانڈز، پوسٹل لائف انشورنس اسکیم وغیرہ کو سودی قرار دیا اور علماء و ماہرین پر مشتمل ایک ایسی کمیٹی بنانے کی تجویز دی، جو غیر سودی نظامِ معیشت کے قیام کے لیے سفارشات مرتب کر سکے۔

1973ء:

دستور پاکستان کی دفعہ 38 میں طے کیا گیا کہ ملک کی اقتصادیات کو سودی لین دین سے جلد از جلد پاک کرنا ریاست کی منصبی ذمہ داری ہے۔ دستور میں واضح طور پر کہا گیا کہ 9 سال کے عرصے میں ملک کے پورے قانونی، معاشی اور معاشرتی نظام کو اسلامی سانچے میں ڈھال دیا جائے گا۔

1977ء:

29 ستمبر کو صدر ضیاء الحق نے اسلامی نظریاتی کونسل کو غیر سودی معیشت کے قیام کے لیے سفارشات مرتب کرنے کا کام تفویض کیا۔ کونسل نے نامور ماہرینِ اقتصادیات اور بنکاروں پر مشتمل ایک 15 رکنی پینل قائم کیا جس نے شب و روز محنت کر کے سفارشات مرتب کیں۔

1980ء:

25 جون 1980ء کو اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی حتمی رپورٹ صدر ضیاء الحق کو پیش کی لیکن اس پر عمل درآمد نہیں کیا گیا۔ بعد ازاں ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کوشش سے اس رپورٹ کو افادہ عام کے لیے شائع کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ اس رپورٹ کا خلاصہ صدیقی

ٹرسٹ (المنظر پارٹمنٹس، ۴۵۸ گارڈن ایسٹ، نزد سبیلہ چوک کراچی) نے شائع کیا۔

1981ء:

ملک میں وفاقی شرعی عدالت قائم کی گئی لیکن یہ پابندی لگادی گئی کہ دس سال تک ملک کے مالی معاملات عدالت کے دائرہ کار سے باہر رہیں گے۔

سود کے متبادل کے طور پر بنکوں میں مارک اپ اور PLS کھاتوں کے نام سے نظام قائم کیا گیا، جسے علماء کرام نے سود ہی کی ایک صورت قرار دیا۔

1988ء:

15 جون 1988ء کو صدر ضیاء الحق نے نفاذ شریعت آرڈیننس کے ذریعے ایک اسلامی معیشت کمیشن قائم کیا اور پروفیسر ڈاکٹر احسان رشید (سابق وائس چانسلر کراچی یونیورسٹی) کو اس کمیشن کا سربراہ مقرر کیا گیا۔ اس کمیشن نے ایک سال تک کام کیا مگر بے نظیر بھٹو کے دور حکومت میں اس آرڈیننس کو اسمبلی میں پیش نہیں کیا گیا اور یہ کمیشن بھی ختم ہو گیا۔

1991:

نواز شریف کے حکم سے ایک کمیٹی پروفیسر خورشید احمد کی سربراہی میں غیر ملکی قرضوں سے نجات اور خود انحصاری کے لیے قائم کی گئی، جس نے ایک قلیل عرصے میں خاصا کام کر کے اپنی رپورٹ 10 اپریل 1991ء کو پیش کی۔

11 مئی 1991ء کو نواز شریف حکومت نے ملکی معیشت کو اسلامی ڈھانچے میں ڈھالنے کے لیے گورنر اسٹیٹ بینک کی سربراہی میں ایک کمیشن قائم کیا۔ اس کمیشن نے خاصا کام کیا مگر پھر بے نظیر بھٹو کے دوسرے دور حکومت میں اس کمیشن کا کام قتل کا شکار ہو گیا۔

نواز شریف نے اپنے اس پہلے دور حکومت میں مولانا عبدالستار خان نیازی کی قیادت میں ایک کمیٹی کو غیر سودی معیشت کے لیے سفارشات مرتب کرنے کا کام سونپا۔ اس کمیٹی نے بھی اپنی مرتب کردہ سفارشات پیش کیں۔

14 نومبر 1991ء کو وفاقی شرعی عدالت نے جسٹس تنزیل الرحمن کی سربراہی میں طویل

سماعت کے بعد *Bank Interest* کو ردِ بسوا قرار دیا اور حکومت کو چھ ماہ کی مہلت دی تاکہ وہ ملکی معیشت کو سود سے پاک کر دے۔ عدالت میں سماعت کے دوران ملک کے ممتاز ماہرینِ معیشت، وکلاء اور علماء پیش ہوئے۔

نواز شریف حکومت نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کر دی اور اگلے آٹھ سال تک اس اپیل کی سماعت بھی نہ ہو سکی لہذا معاملہ تعطل کا شکار رہا۔

1997ء:

میاں محمد نواز شریف نے اپنے والد محترم کے ہمراہ بانیِ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ قرآن اکیڈمی لاہور میں ملاقات کے دوران ان کے توجہ دلانے پر سود کے جلد خاتمے کا وعدہ کیا۔

23 فروری 1997ء کو وزیرِ اعظم نواز شریف حکومت نے ملک سے سود کے خاتمے کے لیے راجہ ظفر الحق کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کی جس نے خاصا کام کیا تاہم عملی اقدامات کی طرف پیش رفت نہ ہو سکی۔

1999ء:

سپریم کورٹ کی شریعت اپیلیٹ بنچ نے وفاقی شرعی عدالت کے 1991ء کے فیصلے کے خلاف دائر کردہ حکومتی اپیل کی سماعت کی اور 23 دسمبر 1999ء کو حکومت کی اپیل کو مسترد کرتے ہوئے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کی توثیق کی اور حکومت کو خاتمہِ سود کے لیے 30 جون 2001ء تک کی مہلت دی۔ حکومت نے رازداری سے اس فیصلے کے خلاف ایک سرکاری بینک *UBL* کے ذریعہ نظرِ ثانی کی اپیل دائر کر دی۔

2001ء:

جون میں حکومت نے *UBL* کے ذریعے سپریم کورٹ سے سودی معیشت کے خاتمہ کے لیے مزید مہلت طلب کی اور سپریم کورٹ نے حکومت کو مزید ایک سال کی مہلت دے دی۔

2002ء:

مئی کے اوائل میں ایڈووکیٹ جنرل آف پاکستان نے اس حکومتی موقف کا اظہار کیا کہ اب حکومت ایسے علماء کی آراء سے استفادہ کرے گی جو Bank Interest کو ربا نہیں سمجھتے۔ ڈاکٹر اسرار احمد صاحب رحمہ اللہ نے اس موقف پر حسب ذیل اخباری اشتہار کے ذریعہ اپنے رد عمل کا اظہار کیا:

”ایک جانب بھارتی افواج ہماری سرحدوں پر کھڑی ہیں اور بے تابی کے ساتھ حملے کے حکم کا انتظار کر رہی ہیں، اور دوسری جانب ہماری حکومت اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کو جاری رکھنے کے لیے نئی نئی چالیں سوچ رہی ہے“!!!

24 جون 2002ء کو سپریم کورٹ کے PCO ججوں نے سرسری سماعت کے بعد شریعت اہیلیٹ بنج کے تاریخ ساز فیصلے کو کاعدم قرار دیتے ہوئے معاملہ دوبارہ وفاقی شرعی عدالت کو بھیجوا دیا۔

2002ء تا 2012ء:

10 سال تک وفاقی شرعی عدالت میں اس اہم کیس کی سماعت کی نوبت نہیں آئی۔

2013ء:

تنظیم اسلامی نے وفاقی شرعی عدالت میں سود کو ختم کرنے کے لیے درخواست دائر کی یہ معاملہ ابھی تک وفاقی شرعی عدالت میں تاخیر کا شکار ہے۔

2015ء: سپریم کورٹ نے تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید صاحب رحمہ اللہ کی سود کے خاتمے کی آئینی درخواست یہ کہہ کر خارج کر دی کہ معاملہ وفاقی شرعی عدالت میں زیر سماعت ہے، فاضل جج نے یہ ریمارکس بھی دیے کہ جو سود نہیں لینا چاہتے نہ لیں اور جو سود لے رہے ہیں، ان کو اللہ پوچھے گا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!!!

☆ مؤلف رحمہ اللہ نے مملکت خداداد پاکستان میں انسداد سود کے حوالے سے پیش رفت کا جائزہ 2002ء تک درج فرمایا تھا۔ اب یعنی 2015ء میں اشاعت جدید کے موقع پر تفصیل اور مزید پیش رفت کی تجدید (Update) کی غرض سے کتابچے کے اختتام پر ایک ضمیمہ شائع کیا جا رہا ہے، جو اصلاً حافظ عاکف وحید صاحب مدظلہ (ڈائریکٹر شعبہ تحقیق اسلامی، قرآن اکیڈمی، لاہور) کا تصنیف کردہ مضمون ہے، یہ مضمون ماہنامہ میثاق لاہور بابت محرم 1437ھ مطابق نومبر 2015ء کی اشاعت میں شائع ہو چکا ہے۔ (ادارہ)

ربوا کیا ہے؟

قرآن حکیم میں میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”وَإِنْ تَبْتِغُوا فَلَکُمْ رِءُوسُ أَمْوَالِکُمْ“ (سورہ بقرہ آیت 279)

”اور اگر تم (سود سے) باز آ جاؤ تو تمہارے لیے ہے تمہارا اصل مال (Principal)“

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے :

”کُلُّ قَرْضٍ جَرٌّ مَنْفَعَةٌ فَهُوَ رِبَا“ (الجامع الصغیر بحوالہ معارف القرآن)

”قرض پر لیا گیا اضافہ ربا ہے“

اس آیت قرآنی اور ارشادِ نبوی کی روشنی میں فقہاء نے ربا کی تعریف یوں بیان کی ہے:

”هُوَ الْقَرْضُ الْمَشْرُوطُ فِيهِ الْأَجَلُ وَزِيَادَةُ مَالٍ عَلَى

الْمُسْتَقْرِضِ“ (احکام القرآن از امام بھصاص)

”ایسا قرض جو کسی میعاد کے لیے اس شرط پر دیا جائے کہ مقرض اس کو اصل مال

میں اضافہ کے ساتھ ادا کرے گا“

حرمتِ سود

آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں

1 - سورة الروم آیت: 39 نزول: 6 نبوی

وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ رَبٍّ لَّيْرَبُوا فِي أَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرَبُّوا عِنْدَ اللَّهِ ج
وَمَا آتَيْتُمْ مِنْ زَكَاةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللَّهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُونَ ○

ترجمہ: ”تم جو مال دیتے ہو سود پر کہ بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں، سودہ نہیں بڑھتا اللہ کے ہاں اور جو دیتے ہو زکوٰۃ کے طور پر تاکہ اللہ کی رضا حاصل کرو تو ایسے مال بڑھتے رہیں گے۔“

2 - سورة آل عمران آیت: 130 نزول: 3 ہجری

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ مِضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ○ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ○

ترجمہ: ”اے ایمان والو! موت کھاؤ سود، بڑھتا چڑھتا اور اللہ کی نافرمانی سے بچو تاکہ تم کامیاب ہو سکو۔ بچو اس آگ سے جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لیے۔“

3 - سورة النساء آیات: 160 - 161 نزول: 5 ہجری

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ لَهُمْ
وَبَصَدَّ هُمْ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ كَثِيرًا ○ وَأَخَذَهُمُ الرَّبُّ أَوْقَدَ نُهُوَاعْنَهُ وَآكَلَهُمْ
أَمْوَالُ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ط وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ○

ترجمہ: ”پس یہود کے ظلم کی وجہ سے ہم نے ان پر پاکیزہ چیزیں حرام کیں جو پہلے ان پر حلال تھیں اور اس وجہ سے کہ وہ اللہ کے راستے سے روکتے تھے بہت زیادہ اور اس وجہ سے کہ سود لیتے تھے حالاں کہ ان کو اس سے منع کیا گیا تھا اور اس وجہ سے کہ لوگوں کا مال کھاتے تھے ناحق اور تیار کر رکھا ہم نے ان میں سے کافروں کے لیے دردناک عذاب۔“

4 - سورة البقرہ آیات: 275 - 276 نزول: 9 ہجری

الَّذِينَ يَكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ط ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا ط فَمَنْ جَاءَهُ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّهِ فَانْتَهَى فَلَهُ مَا سَلَفَ ط وَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ ط وَمَنْ عَادَ فَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ○
يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُزِيلُ الصَّدَقَاتِ ط وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ ○
ترجمہ: ”جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ نہیں اٹھیں گے (روزِ قیامت) مگر جس طرح اُٹھتا ہے وہ شخص جس کے حواس کھو دیے ہوں شیطان نے لپٹ کر۔ یہ حالت ان کی اس وجہ سے ہوئی کہ وہ کہتے تھے تجارت بھی تو ایسی ہی ہے جیسے سود لینا۔ حالاں کہ اللہ نے حلال کیا ہے تجارت کو اور حرام کیا ہے سود کو۔ پھر جس کو پہنچی یہ نصیحت اس کے رب کی طرف سے اور وہ باز آ گیا تو اس کے لیے ہے جو پہلے لے چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور جو کوئی پھر سود لے گا، وہی لوگ ہیں دوزخ والے وہ اس میں رہیں گے ہمیشہ۔ مثلاً تا ہے اللہ سود کو اور بڑھاتا ہے اللہ خیرات کو اور اللہ پسند نہیں کرتا ناشکر گزاری کرنے والے گناہ گار کو۔“

5 - سورة البقرہ آیات: 278 - 281 نزول: 9 ہجری

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝
فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ
أَمْوَالِكُمْ ۚ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ۝ وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ
إِلَىٰ مِيسْرَةٍ ۖ وَإِنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَاتَّقُوا يَوْمًا
تُرجعون فيه إلى اللَّهِ ثُمَّ تُوقَىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ۝

ترجمہ: ”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو کچھ سود میں سے باقی رہ گیا ہے اگر تم مومن ہو۔ پھر اگر نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ لڑنے کو اللہ اور اس کے رسول سے اور اگر توبہ کرتے ہو تو تمہارے لیے ہے تمہارا اصل مال۔ نہ تم کسی پر ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر ظلم کرے۔ اگر مقرض تنگ دست ہے تو مہلت دینی چاہیے سہولت ہونے تک اور بخش دو تو یہ بہتر ہے تمہارے لیے اگر تم سمجھو۔ اور ڈرتے رہو اس دن سے جس دن لوٹائے جاؤ گے اللہ کی طرف۔ پھر پورا پورا بدلہ دے دیا جائے گا ہر شخص کو اُس کا جو اُس نے کمایا اور اُن پر ظلم نہ ہوگا۔“

حرمتِ سود

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

1- عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ ، قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اِكْلَ الرِّبَا وَمُؤْكَلَهُ وَكَاتِبَهُ وَشَاهِدِيَهُ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ (مسلم)

ترجمہ: ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی سود لینے اور کھانے والے پر اور سود دینے اور کھلانے والے پر اور اس کے لکھنے والے پر اور اس کے گواہوں پر اور آپ ﷺ نے فرمایا (گناہ کی شرکت میں) یہ سب برابر ہیں۔“

2- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ اَلرِّبَا سَبْعُونَ حُوبًا يَسْرُهَا اَنْ يَتَكَبَّحَ الرَّجُلُ اُمَّهٗ (ابن ماجہ)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا سود خوری کے گناہ کے ستر حصے ہیں ان میں ادنیٰ اور معمولی ایسا ہے جیسے اپنی ماں کے ساتھ منہ کالا کرنا۔“

3- عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَنْظَلَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ دِرْهَمٌ رَبًّا يَأْكُلُهُ الرَّجُلُ وَهُوَ يَعْلَمُ اَشَدُّ مِنْ سِتَّةٍ وَتَلْثِينَ زَنْيَةً (مسند احمد)

ترجمہ: ”حضرت عبد اللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سود کا ایک درہم جس کو آدمی جان بوجھ کر کھاتا ہے، چھتیس بار زنا سے زیادہ گناہ رکھتا ہے۔“

4 - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ "اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُؤْبَقَاتِ" قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَاهُنَّ؟ قَالَ "الشِّرْكُ بِاللَّهِ" وَالسَّحَرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَأَكْلُ الرِّبَا وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيمِ وَالتَّوَلَّى يَوْمَ الرَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ (مسلم)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا سات مہلک اور تباہ کن گناہوں سے بچو انہوں نے پوچھا یا رسول اللہ! ﷺ وہ کون سے سات گناہ ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور جادو کرنا اور ناحق کسی کو قتل کرنا اور سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا اور (اپنی جان بچانے کے لیے) جہاد میں لشکر اسلام کا ساتھ چھوڑ کر بھاگ جانا اور اللہ کی پاک دامن بھولی بھالی بندیوں پر زنا کی تہمت لگانا۔“

5 - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ آتَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرَى بِيْ عَلَى قَوْمٍ بَطُونُهُمْ كَالنَّبْيُوتِ فِيهَا الْحَيَاتُ تَرَى مِنْ خَارِجِ بَطُونِهِمْ فَقُلْتُ مَنْ هَؤُلَاءِ يَا جَبْرِئِيلُ؟ قَالَ هَؤُلَاءِ أَكَلَةُ الرِّبَا (ابن ماجہ)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا معراج کی رات میرا گزر ہوا ایک ایسے گروہ پر جن کے پیٹ گھروں کی طرح تھے ان میں سانپ بھرے ہوئے ہیں جو باہر سے نظر آتے ہیں میں نے پوچھا جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتلایا یہ سود خور لوگ ہیں۔“

6 - عَنْ سُمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ رَأَيْتُ لَيْلَةَ أُسْرَى بِيْ رَجُلًا يَسْبَحُ فِي نَهْرٍ وَيُلْقِمُ الْحَجَارَةَ فَسَأَلْتُ مَا هَذَا! فَقِيلَ لِيْ أَكَلُ الرِّبَا

(مسند احمد)

ترجمہ: ”حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معراج کی رات میں نے دیکھا ایک شخص نہر میں تیر رہا ہے اور اسے پتھروں سے مارا جا رہا ہے میں نے پوچھا یہ کیا ہے! مجھے بتایا گیا یہ سود کھانے والا ہے۔“

7 - عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الرِّبَا وَانْ كَثْرَ فَإِنَّ عَاقِبَتَهُ تَصِيرُ إِلَى قَلٍّ (ابن ماجہ ، مسند احمد)

ترجمہ: ”حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سود اگر چہ کتنا ہی زیادہ ہو جائے لیکن اس کا آخری انجام قلت اور کمی ہے۔“

8 - عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَيْسَاتَيْنِ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَبْقَى أَحَدٌ إِلَّا اِكْلَ الرِّبَا فَإِنْ لَمْ يَأْكُلْهُ أَصَابَهُ مِنْ غُبَارِهِ (ابن ماجہ)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یقیناً لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ کوئی نہ بچے گا لیکن وہ سود کھانے والا ہوگا، جو خود سود نہ کھاتا ہوگا تو اس کا غبار ضرور اس کے اندر پہنچے گا۔“

سود کی خباثتیں

جب سود کو سرمایہ کاری کی اساس کے طور پر قبول کیا جائے تو اس کی خباثتیں اتنی سمتوں سے ظاہر ہوتی ہیں اور وہ اتنے اعتبارات سے انسان کی خوش حالی پر حملہ آور ہوتا ہے کہ ان کا انتہائی مختصر ذکر بھی فَادُّنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ کا مفہوم سمجھانے کے لیے کافی ہے۔ ذیل میں سود کی تباہ کاریوں کا ایک اجمالی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے:

1- محنت کی ناقدری - سرمائے کی برتری:

دنیا میں ہر کام کے لیے محنت اور سرمایہ لگانا پڑتا ہے خواہ اس کام کا تعلق صنعت و حرفت سے ہو یا زراعت و تجارت سے۔ پھر کوئی بھی کام ایسا نہیں جس میں نقصان کا خطرہ نہ ہو۔ لیکن سرمایہ دار سود کی وجہ سے ہمیشہ ایک لازمی اضافے کا حق دار قرار پاتا ہے اور اسے کبھی نقصان کا اندیشہ نہیں ہوتا۔ انسانی محنت اگر ضائع بھی ہو جائے تب بھی سرمایہ دار اپنا سود چھوڑنے کو تیار نہیں ہوتا۔ یہ صورت حال عقل، منطق، اخلاقیات غرض ہر اعتبار سے غیر منصفانہ ہے۔

2- تہذیب و تمدن کا قتل:

سودی نظام کا عملی اطلاق (Application) دراصل انسانیت پر سرمائے کی فوقیت کو تسلیم کرنے کا اعلان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نئی تہذیب میں شرافت، ہمدردی، رزقِ حلال اور انسان کی قیمت گرتی جا رہی ہے اور لالچ، حرص، لوٹ کھسوٹ اور فراڈ سب سے مؤثر اور توانا جذبے بنتے جا رہے ہیں۔ بعض اوقات سودی قرض لینے والے کی تمام کمائی، وسائل یہاں تک کہ گھر اور گھر میں موجود ضروریاتِ زندگی پر بھی قبضہ کر لیا جاتا ہے۔ صورتِ حال اس سنگینی کو بھی پہنچ جاتی ہے کہ انسان خود کشی پر اور اپنے بھوک سے بلبلاتے بچوں کو اپنے ہاتھوں قتل کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ لیکن خواہ کوئی ضرورت مند بیماری، بھوک، افلاس سے

کراہ رہا ہو یا بے روزگار اپنی زندگی سے بے زار ہو، سودخور کی شقاوت و سنگ دلی کا یہ عالم ہوتا ہے کہ اسے صرف اپنے نفع سے غرض ہوتی ہے۔

3- دوسرے کی کمائی پر اجارہ داری :

سودخور محض مال دے کر بغیر کسی محنت و مشقت کے دوسروں کی کمائی کے ایک غالب حصے میں شریک ہو جاتا ہے۔ اس کا سرمایہ نہ صرف محفوظ بلکہ بڑھتا رہتا ہے جبکہ مقروض کو ملنے والا نفع بھی بعض اوقات طویل مدت (Long Term Period) میں سود ادا کرنے کی نظر ہو جاتا ہے۔

4- خود غرضی و مفاد پرستی :

سودخور کو چوں کہ ایک مقررہ شرح پر سود ملتا ہے، چنانچہ اسے کسی کاروبار کی ترقی یا مندی سے کوئی دل چسپی نہیں ہوتی۔ وہ انتہائی خود غرضی سے صرف اپنے منافع پر نظر رکھتا ہے۔ اگر کبھی کساد بازاری (Market Decline) کا اندیشہ ہوتا ہے تو فوراً اپنا روپیا کھینچ لیتا ہے اور قلتِ سرمایہ (Scarcity of Capital) کی وجہ سے پیداواری عمل (Production Process) پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ سودخور کی خود غرضی کی یہ انتہا ہے کہ اسے ملکی و قومی مفادات پر بھی ذاتی مفادات عزیز ہوتے ہیں۔ پاکستان پر اس وقت کل بیرونی قرضہ 40 بلین ڈالر تک پہنچ چکا ہے ☆ اور چند پاکستانیوں کی بیرون ملک بنکوں میں جمع شدہ رقم 100 بلین ڈالر سے زائد ہے۔ مسلم ممالک پر کل بیرونی قرضہ اس وقت 700 بلین ڈالر ہے جبکہ مسلم ممالک کے امیر افراد کے 1000 بلین ڈالر سے زائد کا سرمایہ مغربی بنکوں میں رکھا ہوا ہے۔

5- سودی قرضہ - نقصان کا پیش خیمہ :

دنیا کا کوئی کاروبار ایسا نہیں ہے جس میں خطرات (Risks) نہ ہوں، لیکن کسی کاروبار کے

☆ یہ بات 14 سال پہلے کی ہے، اس وقت یعنی 2015 میں اس رقم میں کم از کم 20 بلین ڈالر کا اضافہ ہو چکا ہے۔ (ناشر)

لیے سودی قرضہ لینا بذاتِ خود ایک بہت بڑا کاروباری خطرہ (Business Risk) ہے کہ جس میں لازماً ایک مقررہ شرح پر سود ادا کرنا ہوتا ہے، خواہ کاروبار میں منافع ہو یا نہ ہو۔

6- ناجائز منافع خوری:

سودی قرضہ لے کر کیے جانے والے کاروبار میں نہ صرف سود بلکہ اس کی وجہ سے پیدا ہونے والے دیگر خطرات (Risks) اور ادائیگیوں (Payments) کے لیے وسائل کی فراہمی کو پیش نظر رکھتے ہوئے منافع کی شرح کو زیادہ رکھا جاتا ہے۔ اس سے ایسے لوگوں کو جو اس قسم کا کاروبار اپنے سرمائے سے کرتے ہیں، حد سے زائد منافع کمانے کا موقع میسر آ جاتا ہے۔

7- مہنگائی میں اضافہ:

اشیاء کی قیمت کا تعین کرتے وقت دیگر اخراجات کے ساتھ سود کی ادائیگی اور سود کی وجہ سے دیگر خطرات (Risks) کی پیش بندی کے لیے حد سے زیادہ منافع بھی شامل کیا جاتا ہے جس سے اشیاء کی مجموعی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اگر اشیاء کی تیاری کے لیے خام مال فراہم کرنے والے اشیاء تیار کرنے والے اشیاء کو مارکیٹ میں فراہم کرنے والے اور اشیاء کو مارکیٹ میں فروخت کرنے والے سب ہی سودی قرضوں پر اپنے اپنے کام کر رہے ہوں تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ہر سطح پر سود کی وجہ سے اشیاء کی قیمت میں کس قدر اضافہ ہوگا۔ مثلاً دسمبر 1988ء میں پاکستان نے عالمی مالیاتی اداروں کے ساتھ Structural Adjustment Programme کا معاہدہ کیا۔ اس کی وجہ سے سودی قرضوں اور سود کی ادائیگیوں میں زبردست اضافہ ہوا اور نتیجتاً قیمتوں میں 500 سے 700 گنا اضافہ ہوا۔

8- اشیاء کے کرائے میں اضافہ:

سود کی وجہ سے ہر شے کے کرائے میں اضافہ ہو جاتا ہے خواہ وہ زمین، دکان، مشینری،

کارخانہ یا ذرائع حمل و نقل ہوں، کیوں کہ ان سب کی مالیت میں سود شامل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ شکست و ریخت (Wear & Tear) کے اخراجات (Depreciation) کے ساتھ ساتھ کرائے کے توسط سے بھی منافع کی سطح کو مزید اونچا رکھنے کی بنیاد فراہم ہو جاتی ہے۔

9- محنت کشوں کا استحصال :

منافع کو اونچا رکھنے کے اقدامات میں سے ایک مزدوروں کو ان کا پورا معاوضہ نہ دینا بھی ہے۔ سود اور اس کی وجہ سے پیش آنے والے دیگر خطرات کی پیش بندی کے لیے کاروبار کے اکثر وسائل استعمال ہو جاتے ہیں۔ نتیجتاً مزدوروں کو ان کی محنت کی مناسبت سے معاوضہ ادا نہیں کیا جاتا۔ مزدوروں میں کمی (Downsizing) اور تنخواہوں میں کمی (Cut Short) کی بنیاد وجہ یہی ہوتی ہے۔

10- بے روزگاری میں اضافہ :

بیسویں صدی کے مشہور ماہر معاشیات پروفیسر کینز (Keynes) نے علمی سطح پر یہ ثابت کیا ہے کہ سود کے خاتمے کے بغیر بے روزگاری کا خاتمہ ممکن نہیں۔ سود سرمائے کی صلاحیت کار (Productivity) کو بری طرح متاثر کرتا ہے۔ سود اور اس کی وجہ سے پیش آنے والے دیگر خطرات کی پیش بندی کے لیے کم سے کم افرادی قوت کو زیادہ سے زیادہ منافع کے حصول کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جس سے بے روزگاری جنم لیتی ہے۔ بے روزگار لوگ جو روزگار میں لگائے جانے کے آرزو مند ہوتے ہیں انہیں روزی نہیں مل سکتی۔ ان میں سے ہر ایک میں سرمایہ حاصل کر کے چھوٹے کاروبار کرنے کی اہلیت نہیں ہوتی یا چھوٹے کاروبار میں سود کے استحصالی بوجھ کو اٹھانے کی قوت نہیں ہوتی۔ پھر چھوٹے کاروبار کے لیے سرمایہ دار بھی قرض دینے پر راضی نہیں ہوتا۔

11- اشیاء کی طلب (Demand) میں کمی :

سود کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے اور اشیاء کی مانگ اتنی نہیں ہوتی جتنی کہ قیمتوں کو

صحیح سطح پر برقرار رکھنے سے ممکن ہوتی ہے۔ اس طرح طلب (Demand) اور رسد (Supply) کا توازن برقرار نہیں رہتا اور کساد بازاری (Market Decline) کا خطرہ ہر وقت سر پر منڈلاتا رہتا ہے۔

12- بچتوں اور سرمایہ کاری (Investment) پر منفی اثرات:

سرمایہ کاری کا انحصار بچتوں پر ہے۔ سود براہ راست بچتوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ سود کی وجہ سے قیمتوں میں ہونے والا اضافہ لوگوں کی قوت خرید (Purchasing Power) کو متاثر کرتا ہے جس سے بچتوں کی شرح میں کمی واقع ہوتی ہے۔ چنانچہ پاکستان میں 1965ء میں شرح سود 5 فی صد اور بچتوں کی شرح 13 فی صد تھی۔ اس کے برعکس 1985ء میں شرح سود 16 تا 17 فی صد جبکہ بچتوں کی شرح 5 فی صد تھی۔ بچتوں میں کمی سے سرمایہ کاری پر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

13- سرمائے کی کارکردگی پر برا اثر:

سود سرمائے کی کارکردگی پر منفی اثرات ڈالتا ہے۔ وہ چھوٹے کام جن میں سود کا بوجھ اٹھانے کی سکت کم ہوتی ہے وہ یا تو شروع ہی نہیں کیے جاسکتے یا شروع کرنے کے بعد نقصان اٹھا کر چھوڑنے پڑتے ہیں۔ اس منفی اثر کا ہی نتیجہ ہے کہ بہت سے قدرتی وسائل کی تسخیر (Exploration) رک جاتی ہے۔

14- پیداوار کی تحدید:

منافع کی سطح کو سود کی سطح کے مطابق اونچا رکھنے کی وجہ سے کساد بازاری (Market Decline) کا خطرہ رہتا ہے۔ اس خطرے کو ٹالنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اشیاء کی پیداوار کو محدود کیا جائے۔ اس مقصد کے لیے پیداوار کو اس سطح سے آگے نہیں بڑھنے نہیں دیا جاتا، جس سے منافع کی بلند ترین سطح ممکن ہو سکے۔ امریکا میں ہر سال اربوں ڈالر محض زرعی پیداوار کو کم کرنے پر خرچ کیے جاتے ہیں۔ چوں کہ اتنی بڑی رقم فاضل نہیں ہوتی چنانچہ یہ

رقم سودی قرض پر حاصل کی جاتی ہے۔ انسانی محنت اور وسائل کے ضیاع کی اس سے زیادہ عبرت ناک مثال شاید ہی کوئی اور ہو۔

15- سرمائے کی وافر فراہمی کو روکنا :

سرمایہ دارانہ نظام کو سب سے بڑا خطرہ اس بات سے ہوتا ہے کہ سرمایہ اس قدر وافر نہ ہو جائے کہ سود بہت کم یا ختم ہی ہو جائے۔ اس مقصد کے لیے Bank Reserve کا حربہ اختیار کیا جاتا ہے۔ جس قدر Reserve زیادہ ہوگا، سرمائے کی فراہمی اسی قدر محدود ہوگی۔ مزید یہ کہ بے روزگاری اور قیمتوں میں اضافے سے بچتوں پر منفی اثر ہوتا ہے جس سے سرمائے کی فراہمی ویسے ہی محدود ہو جاتی ہے۔

16- حکومت کے آمدنی سے زیادہ اخراجات :

سرمایہ دار طبقہ اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے حکومتوں کو باور کراتا ہے کہ کساد بازاری میں اضافہ (جو کہ سود کا ہی استحصالی مظہر ہے) حکومت کے لیے خطرناک ہو سکتا ہے۔ لہذا لوگوں کو روزگار مہیا کرنے اور ان کی قوت خرید بڑھانے کے لیے حکومت کو اپنے اخراجات اپنی آمدنی سے زیادہ رکھنے چاہئیں۔ دنیا کی بیشتر حکومتیں (بشمول پاکستان) سرمایہ داروں کے اس جال میں گرفتار ہیں۔ اس طرح بجٹ میں خسارے (Budget Deficit) کی تلافی کے لیے انہیں سرمایہ داروں سے مزید سودی قرضے لیے جاتے ہیں جن کا بوجھ بھی بالآخر عوام کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

17- افراد، تعمیری اداروں اور ملکی آمدنی کے کثیر حصے پر سرمایہ داروں کا قبضہ :

حکومتوں کو اپنے جال میں پھانسنے کے بعد سرمایہ دار طبقہ انہی حکومتوں کو اپنے استحکام کا ذریعہ بنا لیتا ہے۔ یہ طبقہ نہ صرف افراد اور تعمیری اداروں کی آمدنی کے ایک کثیر حصے کا مالک بن جاتا ہے بلکہ ملکی آمدنی کے اس کثیر حصے پر بھی قابض ہو جاتا ہے جو قرضوں پر سود کی شکل

میں حکومتوں کو ادا کرنا پڑتا ہے۔ اس طرح ہر سال کھربوں روپيا قرض لیا جاتا ہے اور اربوں روپيا سود ادا کیا جاتا ہے۔

18- ظالمانہ ٹیکسوں کا بوجھ :

حکومت وسائل کی کمی کو پورا کرنے کی خاطر مختلف نوعیت کے ٹیکس عائد کرتی ہے۔ بڑے بڑے سرمایہ داروں سے ٹیکسوں اور لوٹی ہوئی دولت کی وصولی تو مشکل ہوتی ہے لیکن عام استعمال کی اشیاء پر ٹیکس لگا کر اور لازمی سہولیات (Utilities) کی قیمتوں میں اضافہ کر کے وسائل کا حصول نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ لہذا ٹیکسوں کا ظالمانہ بوجھ بھی عام آدمی پر ڈال دیا جاتا ہے۔

19- گردشِ دولت (Circulation of Wealth) پر منفی اثرات :

اس بات پر عمومی اتفاق ہے کہ معیشت کی بہتری کے لیے گردشِ دولت کے عمل کا بہتر ہونا اور جاری رہنا ضروری ہے یعنی مردہ مال (Dead Money) کم سے کم ہونا چاہیے اور زندہ مال (Active Money) زیادہ سے زیادہ۔ مگر سود کے استحصالی مظاہر کی وجہ سے دولت چند ہاتھوں میں مقید ہو جاتی ہے۔ سرمایہ دار اپنے ذاتی مفادات کو سامنے رکھتے ہوئے جب چاہتے ہیں سرمایہ مارکیٹ سے نکال لیتے ہیں جس سے گردشِ دولت کا عمل متاثر ہوتا ہے اور معاشی شرح افزائش (Economic Growth Rate) پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ پاکستان میں معاشی شرح افزائش 1980 میں 6.5 فیصد تھی۔ 1988 میں عالمی مالیاتی اداروں سے معاہدہ ہوا جس کے بعد 1990 میں یہ شرح 4.6 فیصد ہو گئی اور اب عالمی مالیاتی اداروں کے ساتھ مزید تعاون کے نتیجے میں یہ شرح صرف 3.3 فیصد رہ گئی ہے۔

20- ملک و قوم کے لیے مفید کاموں کی حوصلہ شکنی:

سودی معیشت میں ایسے کاموں کے لیے وسائل کی فراہمی مشکل ہو جاتی ہے جو اگرچہ ملک و قوم کے لیے کتنے ہی ضروری ہوں لیکن غیر پیداواری ہوں یا جو رائج الوقت شرح سود کا بوجھ نہ اٹھا سکتے ہوں۔ مثلاً تعلیم اور صحت کے شعبہ جات۔ حالیہ بجٹ (برائے سال 2002ء۔ 2003ء) میں تعلیم کے لیے بجٹ کا ایک فیصد، صحت کے لیے 0.3 فیصد اور سودی قرضوں کی ادائیگی کے لیے 39 فیصد حصہ مختص کیا گیا ہے۔

21- اجتماعی بہبود پر تباہ کن اثرات:

سودی معاشی نظام میں سود خوروں کی ایک قلیل تعداد کے مفادات کے تحفظ کی ضمانت ہوتی ہے۔ لوگوں کی غالب آمدنی پر ان کا قبضہ ہوتا ہے۔ ملک و قوم کے بیشتر وسائل ان کے استعمال میں ہوتے ہیں۔ مارکیٹ میں سرمائے کی فراہمی محض ان کے ہاتھوں میں مقید ہوتی ہے۔ قیمتوں کا اتار چڑھاؤ ان ہی کے رحم و کرم پر ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ ایک عظیم اکثریت کو خطرات میں ڈال کر، ان کی محنت و مشقت کے ثمرات کو غصب کر کے اور انہیں بنیادی ضروریات کی فراہمی تک سے محروم کر کے حاصل کیا جاتا ہے۔ یوں ایک عظیم اکثریت کی بد حالی کچھ لوگوں کی خوش حالی کا ذریعہ بنتی ہے۔ بقول اقبال:

ظاہر میں تجارت ہے، حقیقت میں جوا ہے
سود ایک کا، لاکھوں کے لیے مرگِ مفاجات

22- معاشرتی عدم استحکام:

سودی متذکرہ بالا تباہ کاریوں کی وجہ سے غریب، غریب تر اور امیر، امیر تر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ بقول مولانا مناظر احسن گیلانی ایک طرف دولت کا ورم ہوتا ہے اور دوسری طرف فقر کی لاغری۔ معاشی استحصال کی وجہ سے ایک عظیم اکثریت غربت کی سطح سے بھی نیچے زندگی

گزارنے پر مجبور ہوتی ہے۔ اس غیر منصفانہ تقسیم دولت (Unequal Distribution of Wealth) کی وجہ سے طبقاتی تقسیم (Class Distribution) پیدا ہوتی ہے جو شدت اختیار کر کے ایک طبقاتی کشمکش کو جنم دیتی ہے۔ سود خور سرمایہ داروں اور عامۃ الناس کے مفادات میں تضادات کی وجہ سے انتشار کی کیفیت پیدا ہوتی ہے جس سے ملک بد امنی کا شکار ہو جاتا ہے۔ چوریاں، ڈاکے، اغوا، قتل و غارت کے واقعات بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ مہینوں میں ارجنٹائن میں بد امنی اور انتشار کی کیفیت اور امریکا، آسٹریلیا اور یورپ میں عالمی مالیاتی اداروں کے خلاف زبردست اور پرتشدد مظاہرے اسی بد امنی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

23- کمیونزم کی مصیبت:

سودی استحصال کے خلاف جب محروم طبقات آواز اٹھاتے ہیں تو سود خور انتہائی مسکین صورت اختیار کر لیتے ہیں اور منافع کو جو کہ سود کے استحصال کا طاہری مظہر ہے، تمام معاشی برائیوں کی جڑ کے طور پر آگے پیش کر دیتے ہیں۔ نتیجتاً سرمایہ داری کے خلاف رد عمل سود کے خلاف مؤثر اقدام کی بجائے کمیونزم کی راہ اختیار کر لیتا ہے جس میں منافع کو ختم کرنے کے لیے ہر قسم کی ذاتی ملکیت ختم کر دی جاتی ہے۔ تمام چیزیں بشمول زمین، مکان، دوکان، کارخانے وغیرہ قومیا نے (Nationalize) کر لیے جاتے ہیں۔ مگر لطیفہ یہ ہے کہ بنکوں میں پڑی سود خوروں کی رقم نہ تو قومیا ئی جاتی ہے اور نہ اس پر سود کی ادائیگی بند ہوتی ہے۔ دلیل یہ دی جاتی ہے کہ رقمیں اگر ضبط کر لیں گے اور سود نہیں دیں گے تو بچتیں نہیں ہو سکیں گی۔ گویا قصور سرمایہ دار کرتا ہے اور سزا سب انسانوں کو ملتی ہے اور انہیں ہر قسم کی فکری، سیاسی اور شخصی آزادی سے محروم کر کے جبری مساوات کے شکنجے میں جکڑ دیا جاتا ہے۔

24- بین الاقوامی کشیدگی میں اضافہ:

ملک میں سود کی وجہ سے بڑھنے والی بے روزگاری کو ختم کرنے کے لیے مختلف ممالک برآمدات میں اضافے کی کوششیں کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے کرنسی کی قدر میں کمی (Devaluation) کا سہارا لیا جاتا ہے تاکہ عالمی منڈی میں برآمدات کی قیمت دیگر ممالک کے مقابلے میں کم کر کے برآمدات میں اضافہ کیا جائے۔ مگر چونکہ دیگر ممالک بھی اس عمل کو اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے کوئی ملک اس سمت میں کامیابی حاصل نہیں کر پاتا۔ اس کے نتیجے میں بسا اوقات مختلف ممالک کے درمیان کشیدگی (Tension) پیدا ہو جاتی ہے جو بڑھ کر جنگ کی سی شدت اختیار کر لیتی ہے۔

25- عبرت ناک بے بسی:

سرمایہ دارانہ سودی نظام سے متاثر ماہرینِ معاشیات موجودہ معاشی تباہ کاریوں کا علاج اور حل پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ سود کی پیدا کردہ تباہ کاریوں کا خاتمہ سود ختم کیے بغیر ممکن نہیں۔ مگر چونکہ سود کو دور کرنا انہیں منظور نہیں، اسی لیے ٹھوکروں پر ٹھوکریں کھاتے چلے جاتے ہیں۔ ان کے تجویز کردہ بے روزگاری کے تمام علاج گرائی بڑھانے والے اور گرائی کے تمام علاج بے روزگاری بڑھانے والے ہیں۔ لہذا عصرِ حاضر کی معاشیات کے بڑے بڑے مسائل کے سامنے ماہرینِ معاشیات کی بے بسی قابلِ رحم بھی ہے اور عبرت ناک بھی۔

26- سب سے بڑا خسارہ:

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول دولت کی غیر منصفانہ تقسیم ایک دو دھاری تلوار کی طرح انسانوں کا استحصال کرتی ہے۔ اس سے انسانوں کی دنیا و آخرت دونوں ہی برباد ہو جاتی ہیں۔ سرمایہ داروں کا طبقہ مالِ حرام پر عیش تو کرتا ہے لیکن روحانی سکون سے محروم ہو جاتا ہے اور عیش میں یادِ خدا اور فکرِ آخرت سے غافل رہتا ہے۔ پھر حدیثِ نبوی کے

مطابق حرام کمائی سے پلنے والا جسم جہنم ہی میں جانے کا حق دار ہے (مسند احمد)۔
 دوسری طرف غریب کو ضروریات زندگی کی فکر نہ صرف ہر وقت ستائے رکھتی ہے بلکہ
 آخرت کی تیاری سے بھی بے گانہ رکھتی ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ سکتی ہے کہ حدیثِ
 نبویؐ اِنَّ الْفَقْرَ يَكَادُ يَكُوْنُ كُفْرًا (بے شک قریب ہے کہ فقر کفر تک پہنچ جائے)
 کے مصداق انسان کو مایوسی کفر تک لے جاتی ہے۔

”فی الجملہ ہمارے نظامِ شریعت میں اور احکامِ دین کے اس پورے سلسلے
 میں جو بدترین برائی قرار دی گئی ہے وہ سود ہے۔ اصل میں یہی وہ چیز ہے
 جس پر سرمایہ داری پروان چڑھتی ہے اور ہمارے دین میں اس کی جڑ کاٹ
 دی گئی ہے۔“

”اسلام نے عدل و قسط کے قیام کو بھی بنیادی اہمیت دی ہے۔ شریعت،
 انزالِ کتب اور بعثتِ رسل کا مقصد نیز دین کا پورا ڈھانچہ ان سب کا
 مرکزی خیال قیامِ عدل و قسط ہے یعنی عدل و انصاف پر مبنی ایک نظامِ حیات
 کا قیام گویا اسلام و ایمان کا بنیادی تقاضا ہے“

ماخوذ از ”اسلام کا معاشی نظام“
 بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اعتراضات وجوابات

پہلا اعتراض:

سورۃ البقرہ میں سود کی حرمت سے متعلق آیات کا اطلاق فقراء و مساکین کے لیے ہے نہ کہ اُن صنعت کاروں اور تاجروں کے لیے جو بڑے بڑے قرضے لیتے ہیں۔

جواب:

سورۃ البقرہ آیت: 278 میں حکم ہے کہ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا جھوڑ دو جو کچھ سود میں سے باقی بچا ہے۔ اس حکم میں ایسی کوئی تخصیص نہیں کہ ربوا کس سے لینا جائز ہے اور کس سے لینا ممنوع ہے بلکہ ہر قسم کے ربوا کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ سورۃ البقرہ آیت: 280 میں فرمایا گیا کہ قرض خواہ اگر تنگ دست ہو تو اس کو مہلت دو۔ اس سے یہ مراد لینا کہ قرض خواہ اسی صورت میں تنگ دست ہو سکتا ہے کہ فقیر ہو درست نہیں۔ یہ صورت کسی تاجر یا صنعت کار کے لیے بھی ہو سکتی ہے کہ اس کا مال کاروبار میں لگا ہوا ہو اور فوری طور پر قرض کی واپسی اس کے لیے ممکن نہ ہو۔ بلکہ مہلت کا معاملہ تو اسی کے لیے ہے جس کے معاشی حالات بہتر ہونے کی توقع ہو۔ فقراء اور مساکین کے لیے تو زیادہ مناسب ہے کہ اَنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ کی ہدایت پر عمل کرتے ہوئے ان کا قرض معاف ہی کر دیا جائے۔

ربوا کی ممانعت سے متعلق جو آیات سورۃ البقرہ میں نازل ہوئیں ان میں سے آیت: 280 میں فرمایا گیا لَا تَظْلِمُوا وَلَا تَظْلَمُوا - نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔ لہذا سود کی ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ نوع انسانی پر ظلم ہوتا ہے۔ جو صنعت کار یا تاجر بنک سے بڑے بڑے قرضے لیتے ہیں کیا وہ سود اپنی جیب سے ادا کرتے ہیں؟ بلکہ وہ صنعتی طور پر تیار شدہ مال یا مالی تجارت کی قیمت میں سود کو بھی شامل کرتے ہیں۔ لہذا اصل بوجھ تو خریداروں یعنی صارفین پر آتا ہے جن میں امراء اور غرباء سب ہی شامل ہوتے ہیں۔ پھر کیا

قرض لینے والے صنعت کاروں یا تاجروں کا نفع یقینی ہوتا ہے کہ وہ بنک کو لازماً قرض کے ساتھ اضافہ بھی ادا کریں۔ ظلم کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ ایک فریق (یعنی بنک) کے نفع کی ضمانت ہو اور دوسرے کے نفع کی کوئی ضمانت نہ ہو۔

بنک صرف تجارتی اور صنعتی قرضوں پر ہی سود وصول نہیں کرتے بلکہ صرفی قرضوں پر بھی سود وصول کرتے ہیں۔ مثلاً حکومت بنکوں سے جو قرض لیتی ہے ان میں سے بڑا حصہ دفاع اور غیر ترقیاتی کاموں کے لیے ہوتا ہے۔ اسی طرح عام شہری بھی بنکوں سے مکانات کی تعمیر، سوار یوں کے حصول، گھریلو اثاثہ جات کی خریداری اور شادی بیاہ کی رسوم وغیرہ کے لیے قرض لیتے ہیں۔

دوسرا اعتراض:

سورہ آل عمران آیت 130 میں کہا گیا کہ دگنا چوگنا رہو نہ لو۔ گویا مناسب رہو! لینا جائز ہے۔

جواب:

سورہ آل عمران کی یہ آیت جنگِ احد کے بعد ۳ ہجری میں نازل ہوئی۔ اس آیت میں دیا گیا حکم عبوری دور کے لیے تھا۔ سود کی ممانعت کا حتمی حکم ۹ ہجری میں سورۃ البقرہ آیات - 280 اور 275 میں نازل ہوا۔ سورہ آل عمران کی اس آیت میں عبوری دور کے لیے حکم دیا گیا تھا کہ سود مرکب یعنی سود در سود لینا چھوڑ دو۔ کسی ایسے حکم کو جو عبوری دور کے لیے ہو قانون یا دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔ مثلاً شراب کی حرمت کے معاملے میں کوئی سورہ نساء کی آیت: 43 کو دلیل نہیں بنا سکتا کہ لَا تَقْرُبُوا الصَّلَاةَ وَأَنْتُمْ سُكَارَى۔ (نماز کے قریب مت جاؤ جبکہ تم نشے کی حالت میں ہو)۔ کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں اس آیت کے حکم پر عمل کرتے ہوئے صرف نماز کے اوقات میں شراب نوشی سے اجتناب کروں گا۔ سود کی ممانعت کے معاملے میں حتمی حکم سورۃ البقرہ آیت 278 میں ہے کہ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا جُوعًا حَرْشًا سَوْفَ يُعَذِّبُكُم بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ۔ (پس چھوڑ دو جو کچھ سود میں سے رہ گیا)

ہے وہ چھوڑ دو۔ قرض دار صرف اصل زر (Principal) واپس لینے کا حقدار ہے جیسا کہ سورہ بقرہ آیت 279 میں فرمایا گیا **فَلَكُمْ دُرُّهُ وَسْ أَمْوَالُكُمْ** یعنی تمہارے لیے صرف اصل زر ہے۔ اصل زر سے زائد جو بھی لیا جائے وہ ظلم ہے جیسا کہ اس آیت میں فرمایا گیا **لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ**۔ نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے۔

مزید براں آیت میں ”بڑھتا چڑھتا سود نہ لو“ کے الفاظ مرکب سود کی شاعت اور خباثت ظاہر کرنے کے لیے ہیں نہ کہ مناسب حد تک سود لینے کے جواز کے لیے۔ سورہ مائدہ آیت: 44 میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ”میری آیات کے بدلے تھوڑی قیمت نہ لو“۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے بدلے میں خواہ کتنی ہی دنیا کمالی جائے اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ اس آیت کا یہ مفہوم نہیں کہ اللہ کی آیات کے بدلے میں تھوڑی قیمت لینا حرام اور زیادہ قیمت لینا جائز ہے۔

سورہ آل عمران آیت: 130 کو دلیل بنا کر اگر کوئی سود مفرد کو جائز سمجھنے لگے تو یہ بھی درست نہیں کیوں کہ سود سے حاصل ہونے والی رقم کو دوبارہ قرض کے طور پر دینے سے سود مرکب ہی کی صورت پیدا ہو جائے گی۔

تیسرا اعتراض:

بنکوں کا کام دہوا نہیں بلکہ بیع کے زمرے میں آتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے۔

جواب:

بنک بیع یعنی تجارت نہیں کرتے بلکہ صرف قرض دیتے ہیں۔ تجارت میں سرمائے اور اشیاء کا لین دین ہوتا ہے، نفع کے حصول کے لیے ذہنی و جسمانی محنت کرنا پڑتی ہے اور کسی وقت بھی نقصان کا اندیشہ (Risk) ہوتا ہے۔ بنک جو قرض دیتا ہے اس میں یہ امور نہیں پائے جاتے۔ بنک دیے گئے قرض پر لازمی اضافے کا طلب گار ہوتا ہے اور یہ ہی دہوا ہے۔

معارف القرآن میں حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے الجامع الصغیر سے ربوہ کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد نبوی نقل کیا ہے:

”كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنَفَعَةً فَهُوَ رِبْوٌ“ ”قرض پر لیا گیا اضافہ ربوہ ہے“
 لہذا بنکوں کا کام بیع نہیں بلکہ ربوہ کے زمرے میں آتا ہے۔ اس حقیقت کو وہ شخص بھی جانتا ہے جو بینکنگ کے لین دین کے بارے میں سطحی سی معلومات رکھتا ہے۔ جو لوگ جانتے بوجھتے بنک کے ربوہ کو بیع قرار دے رہے ہیں ان کا ذکر سورہ بقرہ آیت: 275 میں اس طرح سے آیا ہے قَالُوا آتَمَّ الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا (انہوں نے کہا کہ بیع بھی ربوہ کی طرح ہے)۔ جواب میں اللہ نے فرمایا وَأَحَلَّ اللَّهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا (اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا ہے)۔ اگلی آیت میں اس طرح کی بات کہنے والوں کو گفٹا دیا گیا ہے۔ لہذا بقول حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کا قول کفر پر دلالت کرتا ہے۔

چوتھا اعتراض:

تجارتی / صنعتی قرضوں پر سود ربوہ کے زمرے میں نہیں آتا۔

جواب:

قرض تجارتی ہو، صنعتی ہو یا ذاتی ضرورت کے لیے ہو اگر اس کے معاملے میں مقروض سے اضافہ وصول کیا جا رہا ہے تو یہ ربوہ ہے اور مقروض پر ظلم ہے۔ صرفی قرضوں کی طرح تجارتی اور صنعتی قرضوں میں بھی دو اعتبار سے ظلم کا اندیشہ ہوتا ہے:

1- جو صنعت کار یا تاجر بنک سے سودی قرض لیتے ہیں وہ صنعتی طور پر تیار شدہ مال یا مال تجارت کی قیمت میں سود کو بھی شامل کرتے ہیں۔ اس سے جو مہنگائی ہوتی ہے اس کا بوجھ صارفین پر آتا ہے۔

2- صنعتی یا تجارتی قرض لینے والے کو بعض اوقات نقصان ہو جاتا ہے لیکن اسے بنک کو قرض

کے ساتھ لازمی اضافہ پھر بھی ادا کرنا پڑتا ہے جو کہ ظلم ہے۔

یا نچواں اعتراض :

اللہ بھی فرماتا ہے کہ مجھے قرض دو، میں تمہیں بڑھا چڑھا کر لوٹاؤں گا۔

جواب:

اللہ کو دیے جانے والے قرض اور بندوں کو دیے جانے والے قرض میں فرق یہ ہے کہ بندہ محتاج اور ضرورت مند ہوتا ہے جبکہ اللہ ہر قسم کی احتیاج سے پاک ہے۔ اللہ نے اپنے لیے قرض کی اصطلاح ایسے بندوں کی حوصلہ افزائی کے لیے استعمال کی ہے جو اللہ کی خوشنودی کے لیے اس کی راہ میں انفاق کرتے ہیں۔ دراصل اللہ سود خوری کو ختم کرنے کے لیے بندوں کو حکم دیتا ہے کہ فاضل سرمایہ بجائے سود پر قرض دینے کے اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ جو کوئی ایسا کرے گا وہ نوع انسانی کے لیے رحمت کا سامان کرے گا لہذا اللہ اس خرچ کو اپنے ذمے قرض قرار دے کر گویا یقین دہانی کراتا ہے کہ وہ اسے روز قیامت بڑھا چڑھا کر لوٹائے گا۔ اللہ کے اس وعدے سے کسی بھی انسان پر ظلم نہیں ہوگا جبکہ دنیا میں جو لوگ سود لیتے ہیں وہ درحقیقت نوع انسانی پر ظلم کر رہے ہوتے ہیں۔

چھٹا اعتراض :

دباؤ کے فیصلے کو حکومتی مشینری کے ذریعہ نافذ کرنا سنت نبوی کے خلاف ہے۔

جواب:

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے معارف القرآن میں تحریر فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں سود کی حرمت کے قانون کو رائج کرتے ہوئے فرمایا یہ قانون پوری انسانیت کی تعمیر اور صلاح و فلاح کے لیے ہے لہذا اس کا اطلاق نہ صرف مسلمانوں بلکہ غیر

مسلموں پر بھی ہوگا۔ آپ ﷺ نے فوری طور پر اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے سود کو ختم کرنے کا اعلان فرمایا۔ لہذا یہ کہنا درست نہیں کہ سود کی ممانعت کے لیے ریاستی مشینری کا استعمال سنت کے خلاف ہے۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب رحمہ اللہ نے تفہیم القرآن میں بیان فرمایا کہ سورۃ البقرہ کی آیت 279 کے نزول کے بعد اسلامی حکومت کے دائرے میں سودی کاروبار ایک فوجداری جرم بن گیا۔ عرب کے جو قبیلے سود کھاتے تھے، اُن کو نبی ﷺ نے اپنے عُتَمال کے ذریعہ آگاہ فرمادیا کہ اگر اب وہ اس لین دین سے باز نہ آئے، تو ان کے خلاف جنگ کی جائے گی۔ نجران کے عیسائیوں کو جب اسلامی حکومت کے تحت اندرونی خود مختاری دی گئی، تو معاہدے میں تصریح کر دی گئی کہ اگر تم سودی کاروبار کرو گے، تو معاہدہ فسخ ہو جائے گا اور ہمارے تمہارے درمیان حالتِ جنگ قائم ہو جائے گی۔ آپ ﷺ نے جب اہل طائف سے امن کا معاہدہ کیا تو اس میں سودی لین دین کے خاتمے کی شرط لگائی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جو شخص اسلامی مملکت میں سود چھوڑنے پر تیار نہ ہو تو خلیفہ وقت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس سے توبہ کرائے اور باز نہ آنے کی صورت میں اس کی گردن اڑا دے (ابن کثیر)۔

ساتواں اعتراض :

نبی ﷺ کے زمانے اور ہمارے زمانے کے سود میں فرق ہے۔ اس زمانے میں کاروباری سود نہ تھا۔

جواب :

اسلام جب کسی شے کو حرام قرار دیتا ہے تو اس کی تمام صورتوں کو حرام قرار دیتا ہے جو مستقبل میں پیش آسکتی ہیں۔ چنانچہ کیا شراب کی نئی اقسام، جوئے کے نئے طریقے، فحاشی کی جدید شکلوں اور سُرور (Pigs) کی نئی اقسام کو صرف اس بنیاد پر جائز قرار دیا جاسکتا ہے کہ

نبی ﷺ کے زمانے میں یہ سب موجود نہ تھے۔ البتہ نبی ﷺ کے زمانے میں بھی کاروباری مقاصد کے لیے سودی قرضوں کا لین دین ہوتا تھا۔ طائف کے علاقے میں یہ کاروبار بہت بڑے پیمانے پر ہوتا تھا۔ نبی کریم ﷺ کی نبوت کے ظہور سے قبل حضرت عباس بن عبدالمطلب، حضرت خالد بن ولید اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سود پر کاروباری قرضے دیا کرتے تھے۔

آٹھواں اعتراض:

باہمی رضامندی کی بنا پر سودی لین دین ممنوع نہیں۔

جواب:

قرض دار اور قرض خواہ کسی معاملے پر (چاہے اس میں ایک فریق کو تو نفع کی ضمانت ہے اور دوسرے کے لیے ایسی کوئی ضمانت نہیں) اگر باہم رضامند ہو بھی جائیں تو بھی یہ رضامندی سودی لین دین کو جائز نہیں قرار دے سکتی۔ باہمی رضامندی اسلام میں کسی شے کے حلال و حرام ہونے کا معیار نہیں۔ کیا دو افراد کے باہم راضی ہونے پر ہم جنس پرستی یا زنا کو جائز قرار دیا جاسکتا ہے؟

نواں اعتراض:

ادائے قرض میں مزید مہلت کے عوض لیا جانے والا اضافہ رُبوا کہلاتا ہے۔

جواب:

یہ رُبوا کی خود ساختہ تعریف ہے کہ ”ادائے قرض میں مزید مہلت کے عوض لیا جانے والا اضافہ رُبوا کہلاتا ہے“ قرض پر لیا جانے والا کوئی بھی اضافہ رُبوا ہے اور اس کا مہلت سے کوئی تعلق نہیں۔

سورة البقرہ آیت 279 میں فرمایا گیا

وَاِنْ تَبْتَضُّوْا فَلَکُمْ رِءُوْسُ اَمْوَالِکُمْ ”یعنی اگر تم سود سے توبہ کر لو تو تمہارے لیے صرف اصل زر ہے۔“ اس سے قبل نبی اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ کُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً فَهُوَ رِبَا (قرض پر لیا گیا اضافہ ربا ہے)۔ اس ارشاد نبوی کی روشنی میں فقہاء نے ربا کی تعریف یوں بیان کی ہے:

هُوَ الْقَرْضُ الْمَشْرُوطُ فِيهِ الْاَجَلُ وَ زِيَادَةُ مَالٍ عَلَى الْمُسْتَقْرِضِ
(امام حصص رحمہ اللہ فی احکام القرآن)

”ایسا قرض جو کسی میعاد کے لیے اس شرط پر دیا جائے کہ مقروض اس کو اصل مال میں اضافہ کے ساتھ ادا کرے گا“

دسواں اعتراض :

ربا کے بارے میں شرعی عدالت کا فیصلہ ناقابل عمل ہے اور یہ ملک میں انارکی کا باعث ہوگا۔

جواب :

یہ بات تو واضح ہو چکی ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کا ربا سے متعلق فیصلہ قرآن وحدیث کی روشنی میں شریعت کے عین مطابق ہے۔ یہ کہنا کہ شریعت کے مطابق فیصلے کا نفاذ ناقابل عمل ہے شریعت پر عدم اعتماد اور کلمہ کفر ہے۔ سورہ آل عمران آیت: 130 میں سود کی حرمت بیان کرنے کے بعد اگلی آیت میں حرمت سود کا حکم نہ ماننے والوں کو کافر کہا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مشہور مفسر قرآن امام قرطبیؒ کا قول ہے: ”سود کو حلال سمجھنے والے مرتد اور صرف لینے والے اسلامی حکومت کے باغی ہیں“ لہذا سود کے خاتمے سے متعلق قرآن وحدیث کے احکام کو ناقابل عمل کہنا نہ صرف کفر ہے بلکہ انسانوں کی طرف سے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ جاری رکھنے کا اعلان ہے۔

سود کے خاتمے سے ملک میں انارکی نہیں پھیلے گی بلکہ اللہ کے احکام کے نفاذ کی وجہ سے زمین اور آسمان سے اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ظاہر ہوں گی (المائدہ آیت 66)۔ مسلمانانِ پاکستان کی اکثریت کی بے عملی کی وجہ دین کے احکام سے بغاوت نہیں بلکہ لاعلمی اور غفلت ہے۔ اگر تسلسل کے ساتھ تمام ذرائع ابلاغ سے سود کی حرمت، دنیا میں سود کی وجہ سے ظاہر ہونے والی خباثتیں اور آخرت میں اس گناہ کی بری سزا سے آگاہ کیا جاتا رہے تو لازماً لوگوں کی دینی غیرت بیدار ہوگی اور وہ اس گناہ سے بچنے کا عزمِ مصمم کر لیں گے۔

سود کے خاتمے سے ملک میں انارکی نہیں پھیلے گی بلکہ کئی طرح کے مسائل حل ہوں گے۔ مثلاً وفاقی بجٹ برائے سال 2002ء۔ 2003ء میں اندرونِ ملک سود کی ادائیگی کے لیے 191.8 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں جو کہ کل بجٹ کا 25.8 فی صد ہیں۔ اگر سودی لین دین کو ختم کر دیا جائے تو ہم کتنے بڑے قرض کے بوجھ سے آزاد ہو جائیں گے اور بجٹ کا 162 ارب کا خسارہ نہ صرف پورا ہو جائے گا بلکہ اضافی رقم بھی دستیاب ہوگی۔

گیارہواں اعتراض:

علمائے کرام متبادل کے طور پر بلا سود معیشت کا ایک نظام قائم کر کے دکھائیں۔

جواب:

غیر سودی نظامِ معیشت کے قیام کے لیے گزشتہ برسوں میں حکومتِ پاکستان کے زیرِ نگرانی کئی کمیٹیاں قائم کی گئیں جن کی تیار کردہ رپورٹیں حکومت کے پاس موجود ہیں۔ ان کمیٹیوں میں علمائے کرام اور ماہرینِ معیشت دونوں شامل تھے۔ لہذا نظری سطح پر علماء و ماہرین نے حکومت کو غیر سودی معیشت کے نظام کے لیے رہنمائی فراہم کر دی ہے۔

جہاں تک غیر سودی معیشت کے نظام کے عملی نفاذ کا تعلق ہے تو یہ کام حکومت کے زیرِ نگرانی ہی

قائم کیا جاسکتا ہے۔ اس کی حسبِ ذیل وجوہ ہیں :

۱ - اگر سرکاری سرپرستی میں سودی نظام جاری رہے اور غیر سرکاری طور پر غیر سودی نظام معیشت چلانے کی کوشش کی جائے تو یہ تجربہ ناکام ہو جائے گا۔ غیر سودی معیشت میں نفع کے ساتھ نقصان کا اندیشہ بھی ہوتا ہے، لہذا عوام کی اکثریت کے سرمائے کا رخ سودی معیشت کی طرف ہی ہوگا اور غیر سرکاری طور پر قائم ہونے والا غیر سودی نظام ناکام ہو جائے گا۔

۲ - عامۃ الناس سرکاری نگرانی میں قائم نظام پر اپنے سرمائے کی حفاظت پر اعتماد کرتے ہیں غیر سرکاری مالیاتی کمپنیوں نے ماضی میں عوام کے اعتماد کو شدید دھچکا پہنچایا ہے۔ لہذا اب غیر سرکاری طور پر کسی مالیاتی نظام کو چلانا تقریباً ناممکن ہے۔

۳ - حکومت ہی کے اختیار میں وہ تمام وسائل اور ذرائع ہیں جن کے ذریعہ خیانت اور دھوکا دہی کی کوششوں کو روکا جاسکتا ہے اور ان جرائم کا ارتکاب کرنے والوں کو قانون کی گرفت میں لا کر سزا دی جاسکتی ہے۔

۴ - سود کا انسداد از روئے قرآن و سنت ہر مسلمان کا فرض ہے۔ لہذا حکومت اس کی ذمہ داری صرف علمائے کرام پر نہیں ڈال سکتی۔ دستور پاکستان کی دفعہ 38 حکومت پاکستان کو پابند کرتی ہے کہ وہ جلد از جلد ملک کی معیشت کو سود سے پاک کرے۔ جب ملک میں دیگر تمام اجتماعی نظام، حکومت کی نگرانی میں چل رہے ہیں تو اسلامی جمہوریہ پاکستان کی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ ملک میں غیر سودی معیشت کا نظام بھی نافذ کرے۔

بارہواں اعتراض :

جب تک معاشرہ اسلامی نہیں ہوتا معیشت سے سود کا خاتمہ نہیں کیا جاسکتا۔

جواب :

یہ بات درست ہے کہ احکام شریعت پر عمل ، خواہ ان کا تعلق زندگی کے کسی بھی شعبہ سے ہو تقویٰ کے بغیر ممکن نہیں۔ اسی لیے قرآن کریم میں جب بھی احکام شریعت کا بیان آتا ہے تو ساتھ ہی تقویٰ کی تلقین کی جاتی ہے۔ البتہ معاشرے کو اسلامی بنانے اور افراد میں تقویٰ پیدا کرنے کی اولین ذمہ داری حکومت کی ہے۔ سورہ حج آیت 41 میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اگر ہم اُن (اہل ایمان) کو زمین میں حکومت عطا کر دیں تو وہ نماز قائم کریں گے‘ زکوٰۃ ادا کریں گے‘ نیک کاموں کا حکم دیں گے اور برے کاموں سے روکیں گے۔“

جب حکومت ہی ذرائع ابلاغ کے ذریعے بے حیائی اور حرام خوری کی طرف راغب کرنے والی نئی نئی اسکیموں کی نشر و اشاعت کر رہی ہو تو افراد میں ایمان و تقویٰ کیسے پیدا ہوگا۔ ہمارے ملک کی اکثریت دین کی دشمن اور باغی نہیں بلکہ ان کی بے عملی کی وجہ لاعلمی ہے۔ اگر تمام ذرائع ابلاغ کے ذریعے لوگوں کو قرآن و سنت کی روشنی میں احکام شریعت، ان پر عمل کی اہمیت اور ان کی خلاف ورزی کے نقصانات سے آگاہ کیا جائے تو لازماً معاشرے میں خدا خوفی اور دین داری پیدا ہوگی اور معیشت سمیت ہر شعبے میں شریعت پر عمل کی راہ ہموار ہوگی۔

تیرہواں اعتراض :

سود اصل میں افراط زر (Inflation) کی وجہ سے روپے کی قدر (Value) میں کمی کی تلانی کا ذریعہ ہے۔

جواب :

افراط زر کی بنیادی وجہ بھی سود ہی ہے۔ جیسا کہ گزشتہ سطور میں ذکر کیا گیا کہ سود ہی کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ اور لوگوں کی قوت خرید میں کمی واقع ہوتی ہے۔ پھر یہ سود ہی ہے جو سرمایہ

کاری کی حوصلہ شکنی کر کے اشیاء کی پیدائش (Production) پر قدغن لگاتا ہے جس سے رسد (Supply) میں کمی آتی ہے اور اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔ چنانچہ سود کے خاتمے کے بغیر افراط زر کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔

بعض ماہرین کی رائے تھی کہ عمومی اضافے (General Indexation) کے ذریعے افراط زر کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ بات بھی دل چسپی سے خالی نہ ہوگی کہ جن ملکوں نے افراط زر کا علاج عمومی اضافے (General Indexation) میں سمجھا انہیں کامیابی تو نہ ملی مگر افراط زر میں اور اضافہ ہی ہوا۔

یہ بات قابل غور ہے کہ افراط زر صرف قرض خواہ کو متاثر نہیں کرتا بلکہ معاشرے کے دیگر افراد کو بھی متاثر کرتا ہے۔ معاشرتی عدل کا تقاضا ہے کہ تمام متاثرین کو تحفظ دیا جائے۔ لیکن اعتراض کرنے والے صرف سود خور سرمایہ داروں کے مفادات کا رونا روتے ہیں۔ پھر سوچنے کی بات ہے کہ کیا افراط زر مقروض کے کسی عمل کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ سود لے کر اسے ہی سزا دی جائے؟

روپے کی قدر میں کمی کا سہارا لے کر جو لوگ سود خوری کا جواز فراہم کرتے ہیں کیا وہ اس بات پر راضی ہوں گے کہ جب قیمتوں میں کمی واقع ہو جائے تو قرض دار سے کم رقم وصول کریں؟ بلا سود قرض دینا ہمارے دین میں ایک نیکی ہے اور اگر روپے کی قدر میں کمی کی وجہ سے قرض خواہ کو نقصان ہوتا ہے تو آخرت میں اس کا بھی اجر ملے گا۔ البتہ اگر قرض خواہ روپے کی قدر میں کمی کے نقصان سے بچنا چاہتا ہو تو اس کا حل یہ ہے کہ قرض روپے کی بجائے کسی جنس مثلاً سونے یا چاندی کی صورت میں دے دیا جائے۔

لائحہ عمل

عامۃ الناس کے لیے لائحہ عمل :

1- سودی معاملات میں براہ راست ملوث ہونے سے اجتناب کریں۔ ایسے اداروں کی ملازمت سے علیحدہ ہونے کی کوشش کریں جو براہ راست سودی لین دین کرتے ہیں۔ بینک اکاؤنٹ رکھنا ضروری ہو تو کرنٹ اکاؤنٹ رکھیں یا لاکرز استعمال کریں۔ سودی قرض لے کر کسی کاروبار، تعمیری کام یا سہولت کی خریداری کے لیے سودی قرض نہ لیں۔

2- اجتماعی زندگی میں سودی نظام ہونے کی وجہ سے جو سود بالواسطہ ہمارے وجود میں جا رہا ہے، اس کا کفارہ ادا کرنے کے لیے سودی نظام کے خاتمے کے لیے مال و جان سے جہاد کریں۔ اس کی عملی صورت یہ ہے کہ :

1- عامۃ الناس کو سود کی حرمت، خباثتوں سے آگاہ کریں اور اس مسئلے پر ذہنوں میں پیدا ہونے والے اشکالات دور کرنے کی کوشش کریں۔

2- کسی ایسی اجتماعیت میں شامل ہوں جو سودی نظام کو ختم کرنے کے لیے کوشاں ہو۔ اس اجتماعیت کی افرادی قوت کو بڑھانے کی کوشش کریں تاکہ جیسے ہی باعمل افراد کی معتد بہ تعداد میسر آجائے، منظم احتجاج، اور اہم شاہراہوں اور حکومتی اداروں کا پُر امن گھیراؤ کر کے حکومت کو سودی نظام کے خاتمے پر مجبور کر دیا جائے۔ سپریم کورٹ کے 24 جون 2002ء کے فیصلے نے ثابت کر دیا ہے کہ اس ملک سے سودی نظام کا خاتمہ ایک عوامی انقلابی تحریک کے بغیر ناممکن ہے۔

حکومت کے لیے لائحہ عمل :

(الف) - اصولی اقدامات :

1- حکومت پاکستان سود سے متعلق سپریم کورٹ کے 24 جون 2002ء کے فیصلے کو کالعدم قرار دے کر وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کو برقرار رکھنے کے لیے سپریم کورٹ میں اپیل داخل کرے اور ملک سے سودی نظام کو ختم کرنے کے لیے مناسب مہلت حاصل کر لے۔

2- دستور پاکستان سے وہ جملہ ترامیم فوری طور پر ختم کر دی جائیں جو بلا سودی معیشت کے قیام کے حوالے سے رکاوٹ کا سبب بنتی ہیں۔

3- ”کمیشن فار اسلامائزیشن آف اکانومی“ کو موثر اور فعال بنایا جائے، حسب ضرورت اس میں مزید ماہرین و علماء کو شامل کیا جائے اور اب تک مختلف کمیٹیوں نے غیر سودی معیشت کے قیام کے لیے جو سفارشات دی ہیں، ان کی روشنی میں عملی اقدامات کیے جائیں۔

4- ربا کی حرمت، اس کی خباثت اور اس معاملے پر اشکالات کے جوابات کو آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور عقلی دلائل کی روشنی میں جملہ ذرائع و ابلاغ کے ذریعے نشر کیا جائے تاکہ لوگ سود کو چھوڑنے اور اس سلسلے میں کسی فوری منفعت کے نقصان کو برداشت کرنے کے لیے آمادہ ہو سکیں۔

5- سرمائے یا نقد پر ربا کی لعنت کو بالکل یہ اس وقت تک ختم نہیں کیا جاسکتا جب تک زراعت کو بھی ربا سے پاک نہ کر دیا جائے۔ لہذا جاگیر داری اور غیر حاضر زمینداری کے خاتمہ کے لیے بھی اقدامات کیے جائیں۔

(ب) فوری عملی اقدامات :

- 1- صوبائی اور وفاقی حکومتوں کے باہمی قرضوں نیز وفاقی حکومت کے اسٹیٹ بینک سے لیے گئے قرضوں پر سود فوری طور پر ختم کر دیا جائے اس لیے کہ اس سے آمدن اور اخراجات پر منجملہ کوئی اثر نہیں پڑے گا۔
- 2- نیم سرکاری اداروں اور کارپوریشنوں جیسے واپڈا، ریلوے، جیسے اداروں کو جو قرضے حکومت نے دیے ہیں انہیں فوری طور پر ایکویٹی میں تبدیل کر دیا جائے۔
- 3- حکومت کی بچت اسکیموں کے تحت حکومتی قرضوں پر مشتمل ہر نوع کے کھاتوں، بانڈز، سرٹیفکیٹس اور سیکیورٹیز وغیرہ پر سود ادا کرنا فوراً بند کیا جائے۔ نیز ان قرضوں کے اصل زر (Principal) ادا کرنے کے لیے مناسب لائحہ عمل کا اعلان کیا جائے۔
- 4- سرکاری ملازمین کو مکان، کار یا موٹر سائیکل خریدنے کے لیے دیے جانے والے قرضوں پر سے سود لینے اور پراویڈینٹ فنڈ (GPF) پر سود دینے کو فوراً ساقط کر دیا جائے۔
- 5- بین الاقوامی سودی قرضوں کی ایڈجسٹمنٹ کے لیے Debt- Equity Swap کا طریقہ کار اختیار کیا جاسکتا ہے (اس طریقے میں غیر ملکی حکومتوں اداروں کو اس بات کی اجازت دی جاتی ہے کہ وہ اپنے واجب الوصول قرضوں کے عوض ملک کے اندر حقیقی سرمایہ کاری کریں جس کے لیے حکومت انہیں لوکل کرنسی میں رقم مہیا کرنے اور ان کے منافع کی ادائیگی زر مبادلہ کی صورت میں کرنے کی ضمانت دیتی ہے)۔ اس کے لیے Latin American ممالک کا تجربہ مفید ہوگا۔
- 6- تجارتی بینکوں کے لیے اجازت ہو کہ وہ Real Investments اور Trading وغیرہ شعبوں میں بھی سرمایہ کاری کر سکیں۔ اس میں نہ کوئی شرعی قباحت آئے آتی ہے اور نہ ہی کوئی دوسری مشکل ہے۔
- 7- اسٹاک مارکیٹ میں سٹہ بازی کی صریح ممانعت ہو اور حصص (Shares) کی صرف حقیقی خرید و فروخت (Real Trading) کی اجازت دی جائے۔
- 8- بینکوں کے آڈٹ کا شرعی اعتبار سے ایک اضافی محکم نظام قائم کیا جائے۔

(ضمیمہ)

تنظیم اسلامی کی انسدادِ سود کی جدوجہد کی روداد

حافظ عاطف وحید ☆

☆ انسدادِ سود کی کوششوں کا دور ثانی 2012ء سے شروع ہوتا ہے۔ تنظیم اسلامی کی مرکزی سطح پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ فیڈرل شریعت کورٹ میں انسدادِ سود کا معاملہ سپریم کورٹ آف پاکستان سے ریمائنڈ شدہ 2002ء سے معرض التواء میں پڑا ہے لہذا کوشش کی جائے کہ اسے سماعت کے لیے ”Fix“ کروایا جائے۔ چنانچہ 4/ اگست 2012ء کو ایک درخواست بعنوان "Application to Fix for Hearing" خالد محمود عباسی بمقابلہ فیڈرل ریشن آف پاکستان بذریعہ سپریم کورٹ کے وکیل کوکب اقبال صاحب، فیڈرل شریعت کورٹ میں داخل کی گئی جس میں انسدادِ سود کی سابقہ کوششوں اور سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلے 1999ء اور 2002ء کو بنیاد بناتے ہوئے یہ استدعا کی گئی کہ:

"It is therefore, respectfully prayed that the above case (PLD 2002, SC 800) may kindly be ordered to be fixed for hearing at a very early date convenient to this Honourable Court."

”چنانچہ استدعا کی جاتی ہے کہ عدالتِ عالیہ کی سہولت کے مطابق مذکورہ بالا کیس کی سماعت کے لیے جلد از جلد تاریخ مقرر کی جائے۔“

☆ اس درخواست کے جواب میں 17/ اگست 2012ء کو فیڈرل شریعت کورٹ کی جانب سے یہ جواب وصول ہوا کہ چونکہ درخواست گزار متذکرہ بالا کیس میں ایک ”پارٹی“ نہیں ہے اور چونکہ یہ درخواست فیڈرل شریعت کورٹ کے 1981ء Procedure کے

☆ ڈائریکٹر شعبہ تحقیق اسلامی، قرآن اکیڈمی لاہور۔

مطابق نہیں اس لیے یہ درخواست رد کی جاتی ہے۔

☆ اس جواب کے موصول ہونے پر 28 جولائی 2013ء کو تنظیم اسلامی کے ایک اہم ذمہ دار خالد محمود عباسی کی جانب ہی سے ایک دوسری درخواست بعنوان "Petition under article 203-D of the Constitution of Pakistan 1973" جو کہ ایک آئینی درخواست تھی جو فیڈرل شریعت کورٹ میں آئین کے سیشن 34-CPC/ Interest being against the injunction of Islam کے تحت تھی۔ اس درخواست میں پاکستان کے آئینی تشخص اور ریاست پاکستان کی آئینی ذمہ داریوں کو سامنے رکھتے ہوئے یہ استدعا کی گئی تھی:

In this spirit that this petition is being filed and the petitioner believes that Allah and Prophet Muhammad (S.A.W) will be pleased with all those who will strive to achieve this noble case and will be displeased who will show reluctant in the matter.

It is therefore, respectfully prayed that a declaration may be made to the effect that interest (Riba) in all its forms is Haram/prohibited in Islam and the Government of Pakistan may be directed to take prompt measures for the eradication of the evil of (Riba) interest from the Islamic Republic of Pakistan.

”درخواست گزار یہ درخواست اس یقین کے ساتھ پیش کر رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ ﷺ ہر اس شخص سے راضی ہوں گے جو اس عظیم مقصد کی خاطر جدوجہد کرے گا، اور اس معاملے میں تردد کا مظاہرہ کرنے والوں سے ناراض ہوں گے۔ چنانچہ یہ استدعا کی جاتی ہے کہ یہ اعلان کیا جائے کہ سود (ربو) اپنی تمام صورتوں سمیت اسلام میں حرام/نا جائز ہے، اور حکومت پاکستان کو اس بات پر مجبور کیا جائے کہ وہ اسلامی جمہوریہ پاکستان سے سود کی اس نحوست کے خاتمے کے لیے بروقت اقدامات کرے۔“

☆ اس petition کے دائرے کیے جانے کے نتیجے میں فیڈرل شریعت کورٹ نے 26 ستمبر

2013ء کو اپنے مراسلے میں یہ petition برائے سماعت قبول کر لی اور 22 اکتوبر 2013ء کی تاریخ برائے ابتدائی سماعت دے دی اور اس جیسی دوسری متعدد درخواستوں کو یکجا کرتے ہوئے مشترکہ طور پر تمام کیس سننے کا عندیہ ظاہر کیا۔

☆ 22 اکتوبر 2013ء سے تادم تحریر چند رسمی کارروائیوں کے علاوہ اس کیس میں کوئی قابل ذکر نوعیت کی پیش رفت نظر نہیں آتی۔ پہلی اور ابتدائی سماعت میں محض اس کیس اور اس کے ساتھ lumped دیگر 117 کیس کو acknowledge کیا گیا اور کہا گیا کہ دوسری سماعت پر دلائل کا جائزہ لیا جائے گا اور petitioner کو اپنی بات کہنے کا موقع ہوگا۔

دوسری پیشی پر ڈپٹی ایٹارنی اور ایٹارنی جنرل کی غیر موجودگی کو بنیاد بنا کر ایک نئی تاریخ دینے کی نوید سنائی گئی۔ نیز یہ بھی بتایا گیا کہ ایک سوال نامہ تمام petitioners اور ماہرین قانون، علماء اور فنانشل ایکسپرس کو ارسال کیا جائے گا جس کی روشنی میں ڈیمانڈ کردہ اس کیس پر بحث کی جائے گی۔ چنانچہ 14 سوالات پر مشتمل ایک سوالنامہ فیڈرل شریعت کورٹ کی جانب سے بذریعہ مراسلہ و اخباری اطلاع بھیجا گیا اور کہا گیا کہ اس کا جواب تیار کر کے فیڈرل شریعت کورٹ کے رجسٹرار کو حسب استطاعت و توفیق ارسال کیا جائے۔

☆ تنظیم کی طرف سے ان 14 سوالات کے جوابات مفصل طور پر تیار کر کے وکلاء کے ذریعے فیڈرل شریعت کورٹ میں داخل دفتر کروادے گئے اور کورٹ سے استدعا کی گئی کہ معاملے کی اہمیت و نزاکت کے پیش نظر اس کیس کو تیزی سے نمٹایا جائے۔

☆ کورٹ کو assist کرنے کے لیے ہماری جانب سے تین مزید وکلاء سپریم کورٹ کی خدمات حاصل کی گئیں، جن میں رائے بشیر احمد، غلام فرید سنوٹرہ اور اسد منظور بٹ شامل ہیں۔ ہمارے علاوہ بعض دوسرے افراد اور آرگنائزیشنز کی طرف سے بھی جوابات داخل کیے گئے، جن میں متحدہ ملی مجلس، جماعت اسلامی اور شیخ ابراہیم ودیلو اور دوسرے شامل ہیں۔

☆ 2014ء کے آغاز تک یہ تمام کارروائی مکمل ہو گئی تھی اور اب اس بات کا انتظار تھا کہ یہ معاملہ کورٹ میں ایک نئی قوت کے ساتھ زیر بحث آئے گا اور ہم سود کی اس لعنت سے نجات حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکیں گے۔ لیکن تادم تحریر فیڈرل شریعت کورٹ میں اس معاملے پر

باقاعدہ بحث کا آغاز نہیں ہو سکا اور معاملہ ایک مرتبہ پھر نامعلوم مدت تک کیلئے التواء کا شکار ہے۔ ☆ اس دوران راقم نے مختلف وکلاء اور ماہرین سے رابطہ جاری رکھا اور اس بات کے امکانات کا جائزہ لیا کہ کیا اس کیس کو از سر نو سپریم کورٹ آف پاکستان میں کھلوایا جاسکتا ہے یا نہیں۔ راقم کا تاثر یہ تھا کہ چونکہ سپریم کورٹ کے شریعت ایپلٹ بنچ کا 1999ء والا فیصلہ ایک حجت کی حیثیت رکھتا ہے جسے بعد میں 2002ء میں PCO پر حلف اٹھائی ہوئی کورٹ نے کالعدم قرار دے دیا تھا، لہذا اگر موجودہ سپریم کورٹ سے یہ استدعا کی جائے کہ 1999ء والا فیصلہ بعض ریاستی اور غیر ریاستی اداروں کے دباؤ پر معطل کیا گیا تھا اس لیے اسے کالعدم قرار دیا جائے تو امید کی جاسکتی ہے کہ یہ مراحل آسانی سے سر ہو جائیں گے۔

☆ اس خواہش اور امید کے پیش نظر راقم نے متعدد ماہرین سے رابطہ کیا اور سپریم کورٹ میں اس کیس کی نمائندگی کے لیے مختلف وکلاء سے رابطہ کیا۔ کافی سوچ بچار اور مشاورت کے بعد راجہ محمد ارشد صاحب جو کہ انجمن خدام القرآن سندھ سے طویل عرصہ وابستہ رہے ہیں اور بانی تنظیم کے فکر سے کافی حد تک آگاہ اور متفق ہیں اور عدالتی طور طریقوں سے بخوبی واقف ہیں، انہیں اس کام کی ذمہ داری سونپنے کا فیصلہ کیا گیا۔

راجہ صاحب نے اپنے ساتھ سپریم کورٹ کے دو اور وکلاء جناب سردار محمد غازی اور شمشاد اللہ چیمہ کو ٹیم میں شامل کیا۔ راقم نے ان حضرات کے ساتھ اسلام آباد میں متعدد ملاقاتیں کیں اور انہیں اس کیس کی تاریخ اور معاملے کے مالہ اور ماحلیہ سے آگاہ کیا۔

وکلاء کے اس گروپ نے تمام کیس کا جائزہ لے کر یہ رائے قائم کی کہ 1999ء کا فیصلہ بحال کرنا بوجہ آسان نہ ہوگا بلکہ اس کے بجائے اس معاملے کو آئین کی دفعہ 38-F کے تحت اٹھانا یا پیش کرنا زیادہ موزوں رہے گا۔ چنانچہ انہوں نے 30 مارچ 2015 کو یہ کیس انہی بنیادوں پر تیار کیا اور اسے امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب کی طرف سے ایک Constitution Petition بمقابلہ فیڈریشن آف پاکستان بعنوان Petition under article 184(3) of the Constitution of Pakistan تیار کیا اور سپریم کورٹ میں داخل کروادیا۔ اس Constitution Petition میں یہ درخواست کی گئی تھی کہ:

In view of the above, it is therefore, respectfully prayed that this Hon'ble Court may graciously be pleased to issue direction to the respondents to implement Article 38-F of the constitution to eliminate "Riba" as early as possible to save this country from the wrath of Almighty Allah."

”مذکورہ بالا وجوہ کی روشنی میں عدالت عظمیٰ سے استدعا کی جاتی ہے کہ حکومت کو یہ حکم نامہ جاری کرے کہ اس ملک کو اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچانے کے لیے آئین کی دفعہ 38-F کو نافذ کرتے ہوئے رلیو کا خاتمہ کرے۔“

☆ مورخہ 9 مئی 2015ء رجسٹر آفس سے یہ جواب موصول ہوا کہ متعدد وجوہ کی بنا پر یہ درخواست مسترد کر دی گئی ہے، لہذا یہ قابل سماعت نہیں۔

☆ چوں کہ بیان کردہ وجوہات نامعقول اور غیر آئینی تھیں لہذا 23 مئی 2015ء کو ایک Civil Miscellaneous اپیل داخل کی گئی جس میں یہ تقاضا کیا گیا تھا کہ رجسٹر آفس اس بات کا مجاز نہیں ہے کہ کسی ایسی آئینی پٹیشن کو رد کر سکے جس میں بنیادی حقوق کا معاملہ پیش نظر ہو۔ لہذا یہ درخواست کی گئی کہ رجسٹر آفس کی طرف سے عائد کردہ اعتراضات مسترد کرتے ہوئے ہماری پٹیشن کو کورٹ کے سامنے پیش کیا جائے۔

اس درخواست کو قبول کرتے ہوئے رجسٹرار نے معاملے کو جسٹس سرمد جلال عثمانی کے پاس پیش کیا جنہوں نے کیس کا جائزہ لے کر یہ رائے دی کہ معاملے کی نزاکت کے پیش نظر اس کیس کو ایک سے زائد جج صاحبان کا سماعت کرنا مناسب ہوگا۔ چنانچہ 5 اکتوبر 2015ء کو ایک دوسرے جج جسٹس عظمت سعید کو جسٹس سرمد جلال عثمانی کے ساتھ شامل کر کے اس کیس کی سماعت کی گئی اور ایک مختصر سی کارروائی کے بعد ان دونوں ججوں نے اس بنیاد پر کہ معاملہ پہلے سے فیڈرل شریعت کورٹ میں subjudice ہے اس لیے اس درخواست کو مسترد کر دیا۔

اس فیصلے سے قطع نظر، جج صاحب کے جو بیمار کس اور بیانات اخبارات میں رپورٹ ہوئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان اعلیٰ عدالتوں میں ایسے ”نامور“ ججوں کا تعین کیا جانا بجائے خود ایک لمحہ فکریہ ہے اور اس سے ان کی اہلیت پر متعدد سوالات اٹھتے ہیں۔



تنظیم اسلامی

67-A، علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو، ہور، 54000

فون: 36293939، 36366638، 36316638

ای میل: www.tanzeem.org markaz@tanzeem.org

مراکز حلقہ جات

ای میل	موبائل	فون	
timergara@tanzeem.org	0346-0513376	0945-601337	مالاکنڈ
peshawar@tanzeem.org	0333-9244709	091-2262902	پشاور
islamabad@tanzeem.org	0323-5044904	051-2840707	اسلام آباد
rawalpindi@tanzeem.org	0333-5382262	051-4866055	راولپنڈی
muzaffarabad@tanzeem.org	0300-7879787	0992-504869	مظفر آباد
gujjarkhan@tanzeem.org	0321-5564042	051-3516574	گوجرانوالہ
gujranwala@tanzeem.org	0300-7446250	055-3891695	گوجرانوالہ
lahoreeast@tanzeem.org	0323-4443666	042-35442290	گلبرگ لاہور
lahorewest@tanzeem.org	0323-8269336	042-37520902	سمن آباد لاہور
arifwala@tanzeem.org	0300-4120723	0457-830884	عارف والا
faisalabad@tanzeem.org	0321-7223010	041-2624290	فیصل آباد
sargodha@tanzeem.org	0300-9603577	048-3713835	سرگودھا
multan@tanzeem.org	0321-6313031	061-6520451	ملتان
sukkur@tanzeem.org	0345-5255100	071-5807281	سکھر
hyderabad@tanzeem.org	0333-2608043	022-2106187	حیدر آباد
karachinorth@tanzeem.org	0345-2789591	021-34816580	یاسین آباد کراچی
karachisouth@tanzeem.org	0333-3503446	021-34306041	سوسائٹی کراچی
quetta@tanzeem.org	0346-8300216	081-2842969	کوئٹہ